ہندوازم میں تصورِ نجات اور حیات بعد الممات

The concept of salvation and life after death In Hinduism

Moazzam Nawaz Virk
Lecturer Govt. Graduate college civil line Sheikhupura,Punjab, Pakistan
moazzamnawaz65@gmail.com
Hafiz Muhammad Azhar Usama (Corresponding Author)
Lecturer, Department of Islamic Studies, the University of Lahore, Lahore, Pakistan
muhammad.azhar@ais.uol.edu.pk

Abstract

In *this research paper, the end of the universe and the concept of salvation and life after death in Hinduism is to be reviewed and the various aspects arising out of it are to be described in a research manner. The belief in the creation of the universe and the end of the universe is found in every religion. In Hinduism, the doctrine of the end of the universe is similar in some respects to other religions, but differs in most ideologies. In Hinduism, the belief in death, heaven, hell, resurrection and the hereafter is found. The same ideology is also found in Islam. In addition, in Hinduism, the belief in reincarnation of souls, the concept of salvation is found in some sects of Hindu Dharma. Most sects deny this. We will discuss their beliefs in detail below. Especially the prevailing beliefs and ideologies in Hinduism in which the concept of mortal Avagon, path of salvation, salvation, heaven and hell and belief in the hereafter will be presented. The key points of this research are that it will enable the readers to understand the reality of the end of the universe and the concept of life after death in Hinduism.*

Keywords: Hinduism, the end, universe, concept, life, death, Scriptures, Philosophy

ہندو مت قدیم ترین مذاہب میں سے ایک ہے۔ اِس کی جڑیں قدیم ہندوستان کی تاریخی ویدی مذہب سے ملتی ہیں۔ مختلف عقائد اور روایات سے بھرپور مذہب ہندو مت کے کئی بانی ہیں اسکی تاریخ آریوں کی مذہبی کتابیں ہیں۔ ہندو

دھرم کی خصوصیات اس کے افکار و نظریات ہیں جیسا کہ اس کائنات کے بارے میں تمام مذاہب کا متفق فیصلہ ہے کہ جیسے اس کا آغاو ارتقاء ہوا اسی طرح اس کا انہدام واختتام ہو گا۔ اس مضمون ہندوازم میں نجات اور موت کے بعد کے حالات، قیامت، حشر، جنت اور جہنم کے بارے میں مختلف افکار و نظریات پیش کیے جاتے ہیں۔

اس حوالہ سے ابوریحان البیرونی اپنی کتاب "کتاب الہند" میں یوں تحریر کرتے ہیں:

"ہندووں کا عقیدہ ہے کہ دنیا بارہ سورجوں کے، جو ایک ایک کر کے ہر مہینے طلوع ہوتے ہیں۔ انکے ایک ساتھ طلوع ہو جانے کی وجہ سے کائنات جل کر خاکستر ہو جائے گی۔ اس کی تمام رطوبیت خشک ہو جائے گی اور یہ فنا ہو جائے گی۔ پھر چاروں بارشیں جو ایک ایک کر کے سال کے مختلف حصوں میں ہوتی ہیں۔ ایک ساتھ برس کر دنیا کو فنا کر دیں گی"[1]۔

تصورِ مکتی(Salvation):

"مکتی اور موکش" دونوں سنسکرت کے لفظ ہیں جو اپنے مفہوم میں آزاد کرنے یا چھوٹ جانے سے متعلقہ ہیں نجات کے بارے میں ویدوں میں کوئی واضح ذکر نہیں ملتا۔ البتہ پران اور گیتا میں اس کی تفصیل ملتی ہے۔ مکتی جس کے معنی چھوٹنے کے ہیں۔ نجات سے مراد ہنود کے ہاں روح اعلیٰ میں تحلیل ہو جانا یا برہم لوک (دوسرا جہان) میں جانا ہے سورگ اور نرک کا معاملہ اس کے برعکس ہے لیکن ہر قسم کے تصور ان کے ہاں پائے جاتے ہیں بہر حال تمام ہندی مذاہب کا مرکزی مسئلہ نجات (مکتی) حاصل کرنا ہے نجات کے حصوں کیلئے ہندو دھرم تین راستے بتاتا ہے یہ راستے یوگا اور مارگ کہلاتے ہیں۔

- راہ عمل (The way of action)
- راہ علم(The way of knowledge)
- راہ ریاضت (The way of wisdom)[2]
- **کرما مارگ(راہ عمل)The way of action**

کرم کے معنی عمل کے ہیں ویدوں نے جس کرم کی دعوت دی وہ پر خلوص قربانی ہے لیکن بھگوگیتا میں شری کرشن نے پر جوش انداز میں جس کرم کی تعلیم دی ہے اس سے مراد سماجی فرائض کو بے غرضانہ سرانجام دینا ہے، بدقسمتی سے

ہندووں کے مذہب میں راہ نجات بھی طبقاتی نظام کی زد میں ہے۔ ہنود کے نزدیک بہشت کا حصول اپنے دھرم یعنی طبقاتی ذمہ داری ادا کرنا ہے چنانچہ مکتی کیلئے راہ عمل سے مراد یہی ہے کہ اپنے دھرم پر ڈٹ کر عمل کیا جائے یعنی مکتی حاصل کرنے کا طریقہ دیگر مذاہب کی طرح نیکاعمال نہیں بلکہ اپنے طبقے کے متعین فرائض کی ادائیگی ہے لہذا راہ عمل سے مراد کوئی خاص عمل نہیں ہے بلکہ ہر ذات کیلئے اسکا مخصوص عمل ہے جس سے وہ نجات پا سکتا ہے۔ برہمن کی نجات کی راہ عمل مہذہبی ذمہ داری ادا کرنا ہے، کھشتری کی راہ عمل خیرات دینے اور جنگ میں لڑنا، ویش کی نجات زراعت، تجارت ہے اور شودر کی نجات ان تمام ذاتوں کی خدمت کرنے میں مضمر ہے، براہمن کی نجات کا ذریعہ قربانی ہے۔

چنانچہ وید میں ہے :

"جو کھیر کی نذر پکاتا ہے وہ بہشت میں جائے گا"[3]

ایک اور جگہ یوں مرقوم ہے۔

"بکری کا پکا ہوا چاول (پلاؤ) دوزخ کو دور کر کے بہشت میں مقام دیتا ہے"[4]

ایک اور جگہ یوں بیان ہوا ہے۔

"جو خیرات دی ہے جو عمل کیا ہے اور جو برہمنوں کو اجرت دی ہے وہ ہمیں دیوتاؤں کے درمیاں بہشت دیں"[5]

، بھگوگیتا میں جناب کرشن ارجن سے کہتے ہیں۔

"اگر دھرم کے لحاظ سے غور کیا جائے تو تجھے تردد نہیں کرنا چاہیے کیونکہ دھرم کی ہی رو سے کھشتری کا جنگ سے بڑھ کر کوئی دھرم نہیں ہے۔ اے ارجن جنگ کے موقع قسمت والوں کو ملتے ہیں اتفاق سے یہ بہشت کا کھلا ہوا دروازہ ملا۔ اس کے بعد شری کرشن جی جنگ سے نہ بھاگنے کے بارے میں کہتے ہیں۔ اگر تو لڑائی میں مارا جائے گا تو بہشت میں جائیگا اور اگر فتح حاصل کریگا تو زمین کی حکمرانی کا مزہ اٹھائے گا"[6]

مزید بیان ہوا ہے کہ:

"عورتوں کے لئے راہ نجات کا یہی عمل کار آمد ہے کہ وہ صرف خاوند کی خدمت کرے"۔[7]

منو دھرم شاستر میں ہے :

”عورتوں کو مرد سے الگ ہو کر عبادت اور دیگر مذہبی فرائض ادا کرنے کا اختیار نہیں۔ عورت صرف شوہر کی خدمت سے بہشت میں بزرگی پائے گی“[8]

پس راہ عمل سے مقصود یہ ہے کہ دیوتاؤں کی قربانیاں دی جائیں اور جو اس کے اہل نہیں ہیں وہ جس ذات سے تعلق رکھتا ہے بلا چوں چرا اس کے اعمال سر انجام دے اور یہی اس کیلئے مکتی کا ذریعہ ہے۔

- **گیان مارگ The way of knowledge (راہ علم):**

ویدوں اور برہمنوں نے راہ عمل پر بہت زور دیا ہے یعنی قربانی کا اہتمام کیا جائے اور ذات پات کے نظام کو قائم رکھا جائے لیکن ہندو دھرم میں جب تناسخ اور عمل کے نظریات پیدا ہوئے تو ہندو فلسفیوں نے محسوس کیا کہ صرف راہ عمل پر ہی گامزن ہونے سے حقیقی نجات نہیں مل سکتی اور پھر راہ عمل میں کئی مشکلات بھی پیش آتی ہیں لہذا ضروری ہے کہ علت اور معلول کو توڑنے کیلئے کوئی اور ذریعہ تلاش کیا جائے یعنی وہ راستہ جس کے ذریعے سمسارہ سے نجات حاصل کر لی جائے اس کے لئے اس قانون پر غور کیا گیا جس کے مطابق زندگی بسر کرنے سے انسان عملا اور راہ عمل کے چکر سے نجات حاصل کر سکتا ہے اس بارے میں کئی تارک الدنیا اور درویشوں اور دانشوروں نے غور و فکر کیا جن کے افکار اپنشد کی صورت میں محفوظ ہیں۔ مبدء کائنات، تقدیر انسانی، مسئلہ خیر و شر، راہ نجات، اور انسانی اعمال کی نفسیات کے متعلق غور و فکر کے ہی نتیجے میں سانکیہ، یوگیہ، ویدانت، بدھ، جین، وغیرہ جیسے کئی فلسفیانہ مکاتب فکر وجود میں آئے۔

ان تمام مکتب ہائے فکر نے ان مسائل کے مختلف حل پیش کیے مگر سبھی اس کے نقطے پر قائم ہوئے کہ عمل نام ہے علت و معلول کے باہمی رشتے اور تعلق کا اور اسی کے ذریعے وہ لامحدود و تسلسل وجود میں آتا ہے جس میں کائنات اور تمام انسان جکڑے ہوئے ہیں جب اس تصور عمل سے ساری کائنات اور مخلوقات کو دیکھا جائے تو نتیجتاً عمل اور رد عمل یعنی اواگون کا نظریہ سامنے آتا ہے۔ ان فلسفیوں نے جو تیسری راہ بتائی ہے وہ راہ علم ہے علم سے مراد وہ ذہنی علم نہیں جسے عام طور پر عصر علوم بھی کہا جاتا ہے بلکہ اس علم سے مراد روحانی شعور حاصل کرنا ہے یہ علم اپنشدوں کے

گہرے مطالعے اپنی تخلیق پر غور اور مراقبے سے حاصل ہوتا ہے اس علم کی آخری منزل خود آگاہی ہے یعنی انسان خود خدا کی ذات کا حصہ ہے اس کی کیفیت کو ہندوؤں میں موکش اور گیان کہا جاتا ہے۔ کیرن آرمسٹرانگ "گیان مارگ" کے بارے میں یوں لکھتے ہیں۔

”ویدوؤں کے مطالعے سے مکتی حاصل نہیں ہوتی اور شاستروں کے پڑھنے سے آزادی تو صرف علم سے ہے اور کسی سے نہیں“۔[9]

ایک اور جگہ یوں مرقوم ہے۔

”جو انسان مرتے وقت میری یاد میں جسم سے قطع تعلق ہوتا ہے وہ میری صورت کو پالیتا ہے اور اس میں کچھ شک و شبہ نہیں، مرتے ہوئے جسم چھوڑتے ہوئے ذہن میں جو کچھ ہوتا ہے اسی کے مطابق وہ دنیا میں جسم حاصل کرتا ہے لہذا ہمیشہ مجھے سوچو اور جنگ کرو، اس میں کچھ شک نہیں کہ اپنا ذہن و قلب میری طرف رکھنے سے تم مجھے حاصل کر لوگے۔ یعنی راہ علم سے مراد گہرے، مراقبے سے مراد خدا پر غور و فکر کرنا ہے مکتی کے حصول کا یہ نظام چونکہ انتہائی پیچیدہ ہے لہذا یہ صرف فلاسفہ، سنیاسیوں اور راہبوں تک ہی محدود رہا، ہندو عوام کا رجحان عام وطور پر کرمار بھگتی پر رہا۔“[10]

علم اور عمل ایک ہی رخ کے دو نام ہیں اس بارے میں ”بھگوت گیتا“ میں یوں ہے :

”جاہل لوگ کہتے ہیں کہ علم اور عمل کا یوگا ایک نہیں بلکہ وہ دونوں کو الگ الگ خیال کرتے ہیں لیکن جو ان دونوں کو ایک سمجھتا ہے وہی دونوں کا اجر پاتا ہے“۔[11]

- **بھگتی مارگ(The way of wisdom)راہِ عقیدت:**

مکتی کے حصول کا تیسرا طریقہ بھگتی مارگ ہے بھگتی کی تعریف یہ ہے کہ محبت کے جذبے کیساتھ ایک شخص دیوتا کی پوجا کی جائے یعنی ایک شخص خدا پر ذاتی ایمان اور عقیدہ اور اس سے محبت جیسی انسان سے ہوتی ہے ہر چیز کو اس کے خدمت کیلئے وقف کر دیتا ہے اور اس ذریع سے موکش حاصل کرنا، نہ کہ علم یا قربانی سے یا اعمال سے، ایسی محبت جو آقا کی صفات کا علم حاصل کرنے کے بعد اس قابل پرستش ہستی پر مرکوز ہو جائے۔

بھگتی کا تعلق انسانی جذبات سے ہے اور اسکی جڑیں شعور انسانی کے احساساتی پہلو میں موجود ہیں جیسا کہ علم یا گیان کی جڑیں ذہنی اور روحانی حصہ میں، اور عمل یا کرم کی جڑیں قوت ارادی کے حصے میں، بھگتی سے مراد در حقیقت لاتعداد دیوتاؤں کی جھرمٹ میں کسی ایک شخصی دیوتا کی پرستش، اس سے محبت اور اسکی رضا کیلئے اپنے آپ کو کلیتہً سپرد کر دینا ہے اس فلسفیانہ فکر کی اساس مہابھارت بمع بھگوگیتا ہے جس میں شری کرشن گیان مراقبہ کے ساتھ اپنے روپ میں ایک شخصی خدا کی پرستش اور اس سے محبت کی تعلیم دیتے ہیں۔ عام مفہوم میں بھگتی سے مراد یہ ہے کہ دیگر دیوتاؤں کا انکار کیے بغیر کسی ایک کو خدائے واحد تسلیم کیا جائے اور دوسرے دیوتاؤں کو اپنے مخصوص دیوتا کے ماتحت جان کر محبت و یکسوئی قلب کے ساتھ اس شخصی دیوتا کی پرستش کی جائے اس کی محبت میں اس قدر محو ہو جانا کہ اور پھر کسی کا خیال نہ آسکے اور بندے کی تمام امیدیں اسی دیوتا سے وابستہ ہوں اس ضمن میں بھگوت گیتا کا بارہواں باب زیادہ اہم ہے جس میں کرشن سے محبت کی تلقین کی گئی ہے۔

"بھگوت گیتا" میں جوگی کی وضاحت کرتے ہوئے یوں لکھا گیا ہے

"ارجن نے پوچھا! اے میرے مالک! آپ سے مسلسل دل لگا کر آپ کی عبادت کرتے ہیں جو آپ کی غیر مرئی لافانی صورت میں عبادت کرتے ہیں اور آپ کو ذاتی خدا مانتے ہیں ان دونوں میں سے بہتر بھگت کون ہے؟ شری کرشن نے جواب دیا! جو پورے یقین اور یکسوئی کے ساتھ مجھ پر من لگاتے ہیں اور میری پرستش کرتے ہیں وہ مری نظر میں سب سے بہترین جوگی ہیں۔"[12]

ہندو مذہب میں انسانی اصلاح و فلاح کے لیے ان 3 طریقوں میں ہی بقا ہے ورنہ زندگی کا سفر انسان کو تھکا دیتا ہے۔

تصورِ موت:

اپنشد اور گیتا کے بیشتر تفاسیر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندو فلاسفر کے نزدیک روح (آتما) غیر فانی ہے، ہندومت میں ہے روح ہمیشہ قائم رہتی ہے مگر اپنے اعمال کی بنا پر ہر جنم میں اجسام بدلتی رہتی ہے۔

"بھگوت گیتا" میں اس طرح ہے۔

”گیتا میں شری کرشن کا موت کے بارے میں قول ہے۔ وہ اسکی جادوانی اور ابدیت پر زور دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس فوج کو اسلحہ وغیرہ کاٹ نہیں سکتا! آگ اسے نہیں جلاسکتی، پانی اسے نمناک نہیں کر سکتا، اور نہ ہی ہوا اسے خشک کر سکتی ہے یہ نا قابل تقسیم ہے جس میں سوراخ نہیں کیا جاسکتا یہ نا قابل آتش زنی ہے اس کو جلایا نہیں جاسکتا، اسے گیلا نہیں کیا جاسکتا، بلاشبہ روح عالمگیر، لازوال مستحکم اور ابدی ہے۔ سب کے جسم میں یہ روح نہ قابل ہلاک ہے سو تمہیں ان سب کا غم نہیں کرنا چاہیے۔“[13]

دیگر مذاہب کی طرح ہندو مت میں بھی ایک روح قبض کرنے والی ایک مقدس ہستی یا دیوتا کا تصور ملتا ہے جسے ”یمراج“ کہا گیا ہے یمراج خدا کے حکم سے دنیا میں انسانوں کی روح قبض کرتا ہے اور اسے دوسرے جہاں میں لے جاتا ہے یعنی موت عطا کرتا ہے موت کیا ہے اس بارے میں ہندو مت کے مقدس صحائف کافی حد تک خاموش نظر آتے ہیں تاہم اپنشد میں اس پر کچھ بحث کی گئی ہے کٹھ اپنشد کے ایک مکالمے میں تخلیقتاً نے "یمراج" سے موت کی حقیقت دریافت کرتا ہے "یمراج" اس بارے میں کچھ نہیں بتاتا، اس مکالمے کا کچھ حصہ ملاحظہ فرمائیں۔

مرنے پر یہ شک اٹھا کرتا ہے کہ بعض کہتے ہیں آدمی کا وجود ہوتا ہے جب کہ بعض کہتے ہیں وہ نیست (فنا) ہو جاتا ہے یمراج کہتا ہے کہ قدیم زمانے میں دیوتاؤں کو بھی اس بارے میں شک ہوا تھا یہ دھرم بہت دقیق ہے آسانی سے کچھ سمجھ نہیں آتا، پس اے تخلیقتاً کچھ اور طلب کر اور موت کے بارے میں مت پوچھ بلکہ کچھ اور پوچھ بلکہ اس بات کو چھوڑ دے۔ یمراج کہتا ہے کہ ایسے بیٹے اور پوتے مانگ لے جن کی عمر سو برس ہو، ڈھیر سارے ہاتھی، مویشی، سونا مانگ لے۔ وسیع زمین مانگ لے اور خود جتنے برس چاہیے جی لے، دولت اور غیر فانی حیات مانگ لے، زمین کا راجہ بن جا میں تیری سب آرزوئیں پوری کرنے کو تیار ہوں مگر تو موت کے بارے میں مت پوچھ۔ جو خواہشات بھی اس دار فانی میں مشکل سے نصیب ہوتی ہیں تو اپنی مرضی کے مطابق سب مانگ لے یہ دیکھ کہ کتنی حسین عورتیں سواریوں پر بیٹھی ہیں اور باجے بجا رہی ہیں آدمیوں کو یہ نصیب نہیں ہوتا مگر میں تجھے دیتا ہوں ان سے خدمت لے لیکن موت کے بارے میں مت پوچھ۔ ان منتروں کے بعد یمراج کو کوئی واضح بیان نہیں آیا۔ البتہ ویدوں کے مطالعہ سے اتنا معلوم ہوا ہے کہ موت ایک خوفناک امر کا نام ہے جس سے رشی پناہ مانگتے ہیں۔[14]

”رگ وید میں اس کا تصور یوں ہے:

"اے موت دور ہو جا اس راہ پر واپس چلی جا، نہ اس راستے سے جہاں دیوتا سفر کرتے ہیں (اے موت جو سماعت اور بصارت رکھتی ہے) تجھے میں کہتا ہوں سن لے! ہماری اولاد کو مت چھونا ہمارے لوگوں کو مت مارنا۔ اے سورج دیوتا! چونکہ ہم موت کے قابو میں ہیں براہ کرم ہماری عمریں طویل کر دے اور ہم زندہ رہیں"۔[15]

اپنشد کے مطابق دل کی ایک سو ایک شریانیں ہیں جس سے روح نکلتی ہے البتہ ان سب میں سے صرف ایک مخصوص راستے سے روح نکلنے کو نجات کی علامت بتایا گیا ہے باقی ایکسو قسم کی صورت کیا ہے اس کے بارے میں صحائف خاموش ہیں۔

"دل کی ایک سو ایک شریانیں ہیں ان میں سے ایک پیشانی کی چوٹی سے داخل ہوتی ہے اس شریانوں سے نکلنے والی روح لافانیت کو پہنچ جاتی ہے باقی شریانوں سے نکلنے میں دوسری حالت نصیب ہوتی ہے"۔[16]

ویدوؤں اور ہندو دھرم کے مطابق موت ایک خوفناک امر ہے روح کا جسم سے خارج ہونے کے ایک سو ایک طریقے ہیں جن میں سے ایک راستہ نجات کا ہے اور باقی موت۔

نظریہ نرگ و سورگ:

ہندو مذہب میں حیات مابعد الممات کے زمن میں نرگ و سورگ کا جو تصور ہے وہ اسلام سے متصادم ہے۔ ہندومت میں جونی چکر ہی زندگی کی جزا و سزا کا معیار قائم کرتا ہے۔ اس طرح اس میں جنت جہنم کا تصور اس طرح سے واضح نہیں۔ مزید اس کا جائزہ ذیل میں پیش ہے۔

"اسلام اور مذاہب ہند" میں جنت اور دوزخ کے بارے میں یوں لکھا گیا ہے:

"ہندوؤں کے اکثریتی فرقے میں جنت کو "SVAR.LOKA" سورگ کہا جاتا ہے جبکہ جہنم یا دوزخ کو پتال یا "Patala" کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ناگ لوک "Naga. Loka" جہاں خوفناک قسم کے سانپ ڈستے رہتے ہیں اور نالوک "Nara Loka" جہاں سخت قسم کی آگ یا نار گناہ گاروں کو جلا کر طرح طرح کے عذاب دے گی۔ ایک عذاب کا طریقہ یہ بھی ہے کہ انسان کوئی درخت یا جانور بن کر مختلف مناظر طے کر کے انسانیت کے درجے کو پہنچے گا

اس قسم کا عذاب "Tiryag Loka" ترِیاگ لوک میں ملے گا۔ چنانچہ جیسا عمل ہو گا اس کے مطابق آئندہ زندگی میں عذاب کا سامنا ہو گا"۔[17]

"اسلام اور مذاہب ہند" میں ایک اور جگہ ہندو مت میں تصور آخرت کے بارے میں یوں لکھا ہے:

"جو لوگ جھوٹی گواہی دیں یا غلط دعویٰ کریں گے وہ "Raurava hell" رورو امیں جائیں گے۔ قاتل اور ڈاکو اور گائے کو مارنے والے "Rodha" میں جائیں گے۔ برہمن کا قاتل، ظالم حکمران، اپنی ساس کے ساتھ بدکاری کرنے والا "Taptakumbha" تپتاکھمبا میں جائے گا۔ بہن بہو سے بدکاری کرنے والا، اولاد فروخت کرنے والا، بخیل "Maha.jawala" مہاجوالا میں جائے گا۔ استاد کی عزت نہ کرنے والا، دوسروں کو حقیر سمجھنے والا، جانوروں سے بد فعلی کرنے والا، وید اور پران کو بُرا کہنے والا "Savala" سوالا میں جائے گا۔ دھوکے باز باپ سے نفرت کرنے والا خدا اور بندوں سے متنفر "Krimisa" کری میسا میں جائے گا۔ والدین کے حقوق نہ ادا کرنے والا "Lalabhaksha" لالہ بھکشا میں جائے گا"۔[18]

- **تصورِ سورگ:**

مذہبی عقائد کے مطابق جنت یا سورگ ایک خوبصورت اور دلکش مقام ہے جہاں مرنے کے بعد نیکوں اور نجات پانے والوں کے لئے نعمتیں ہو نگی۔

ویدوں میں سزا و جزا کیلئے نرک اور سورگ کا نظریہ موجود ہے جسے تمام مذاہب تسلیم کرتے ہیں عقیدہ تناسخ کا ذکر ہمیں ویدوں کے ہاں کہیں نہیں ملتا، ہندو علماء بھی اسے کسی رشی یا انسانی عقل کی پیداوار کہتے ہیں یا ان کے نزدیک تناسخ بعث بعد الموت کی مسخ شدہ صورت ہے۔ یہ عقیدہ عقل، فطرت، منطق اور سائنس کے بہت سے مسلمہ اصول اور خدائی صفات کے منافی ہے۔ وید کی تاریخ تقریباً دو ہزار قبل مسیح کی ہے۔ جبکہ وہ صحائف جس میں تناسخ کا ذکر کیا گیا ہے وہ کافی بعد کے ہیں جب ہندوستان بیرونی حملوں کی زد میں تھا۔ جب انسان کو اس کے اعمال کا بدلہ مختلف صورتوں میں دیا جائے گا تو پھر جنت و دوزخ کس بنا پر عطا ہو گی۔ اس سوال کا جواب میں بھگوگیتا میں ملتا ہے۔

"لامحدود سورگ لوک سے لطف اندوز ہونے کے بعد دوبارہ انسانوں کو دنیا میں اپنے اعمال کے مطابق بھیج دیئے جائیں گے"۔[19]

یعنی انسان کے اعمال کی بنیاد پر اسے نرک میں عذاب یا سورگ میں نعمتوں سے نوازا جائیگا پھر ایک عرصے بعد انہیں دوبارہ انکے اعمال کے مطابق کسی صورت میں زمین پر بھیج دیا جائیگا حتیٰ کہ یہ چکر تب تک چلتا رہے گا جت تک روح گناہوں سے پاک ہو کر ایشور میں ضم نہ ہو جائے۔

بہر حال ہمارا مقصد یہاں یہ ہے کہ ہندوؤں میں جنت و دوزخ یعنی سورگ و نرک کے تصور کا جائزہ لیا جائے۔ عام معنوں میں سورگ سے مراد وہ مقام ہے جہاں نیک اعمال کرنے والوں کو انکے اعمال کی جزا دی جائیگی، ہمیں ویدوں، اپنشد، گیتا، اور منو شاستر میں سورگ کا تصور بالکل واضح ملتا ہے یگیہ (قربانی) کرنے والوں کو بہت سے مقامات پر اسکی خوشخبری دی گئی ہے۔ اتھر وید میں کئی مقامات پر سورگ کیلئے، شکر تسیہ، سکر تام، دیویا کم وغیرہ بھی استعمال ہوئے ہیں البتہ ویدوں میں بیشتر مقامات پر جہاں سورگ کا ذکر ہے اس سے پہلے لفظ (لوک) آیا ہے۔ جس کے معنی مقام یا جہاں ہے۔

یعنی یہ کسی دوسرے جہاں کا ذکر ہے جہاں تمام خواہشات پوری ہو جائے گی، اور انسان دلعزیز زندگی گزرے گا۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ویدوں کے مطابق سورگ بھی جنگ اس دنیا سے الگ کوئی دوسری جگہ ہے۔ اس کے علاوہ دیگر صحائف میں سورگ کیلئے مستعمل محاورے مثلا سورگ میں جانا، داخل ہونا، نکلنا، وغیرہ بھی اس امر کی تائید کرتے ہیں کہ نرک ایک خاص مقام کا نام ہے۔ البتہ وہ مقام کہاں ہے اس کے بارے میں ہمیں یہ جاننا ضروری ہے کہ ویدوں کے مطابق کائنات میں کل تین جہاں ہیں اول یہ دنیا ہم جہاں رہ رہے ہیں یعنی زمین، دوم، خلا جیسے انتر کش کہا جاتا ہے اور سوم آسمان جہاں برہما رہتا ہے اور ویدوں کے ان منتروں سے بہشت کا مقام کے متعلق یہی معلوم ہوتا کہ بہشت تیسرے مقام میں ہے۔ یہ آب حیات سوم رس بہشت میں تیسرے روشن عالم تین پردوں میں چھپا ہوا پایا گیا ہے۔ تیسرے لوک (عالم) میں جہاں ہزاروں نہریں بہتی ہیں نا قابل شکست طاقتور اولاد پیدا کرنے کیلئے بھیجے گئے چار مہربان دیویاں جن کا مقام بہشت کے نیچے ہے گھی سے ٹپکتے ہوئے آب حیات کا تحفہ لائیں۔

راگوزن، زیڈ۔ اے (میڈم) یوں لکھتی ہیں۔

"باپ کا خفیہ نام بیٹا، تیسرے روشن بہشت میں مقرر کرتا ہے اس بہشت میں جو کہ اوپر روشن آسمان میں ہے"[20]

ہمارے اوپر سورگ میں تیسرے سورگ میں اشو تھا درخت کھڑا ہے دیوتاؤں کی نشت گاہ ہے وہاں دیوتا سکھ حاصل کرتے ہیں جو آب حیات کا چشمہ ہے۔[21]

جواہر لال نہرو اپنی کتاب تلاش ہند میں لکھتے ہیں :

"جسم اس دنیا میں آزاد ہوں اور اخرت میں بھی تیسرے مقام میں اپنے فرض سے سبکدوش ہوں"۔[22]

ان منتروں سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ویدوں کے مطابق بہشت تیسرے آسمان میں ہے۔

اتھر وید کے مطابق تیسرے عالم میں واقع یہ بہشت تیز رفتار گھوڑے کی ایک ہزار دن کی مسافت ہے۔[23]

رگوید اور اتھر وید میں جنت (سورگ) کا تصور :

* یگیہ (قربانی) کرنے والا جزا اور انعام کے طور پر بہشت میں گھی سے بھری ہوئی نہریں اور اپنی مرادوں کو حاصل کرے گا۔

* مجھے مضبوط تمناؤں اور مشتاق خواہشات کے راج میں غیر فانی بنا، چاند کا چمکتا ہوا طبقہ جہاں خوراک اور فرحت ملتی ہے۔

* مجھے اس مقام پر پہنچادے جہاں موت نہیں ہوتی اس لازوال دنیا میں جہاں بہشت کی روشنی چمکتی ہے۔

* جو تیرے پہلے مرحوم بزرگ اور دوسرے رشتہ دار ہیں جو پہلے گزر چکے ہیں انکے لئے گھی کی تیز چلتی ہوئی نہر ہزاروں لہروں کے

اتھ چلے۔[24]

* شہد کا ذائقہ والی ہزاروں نہریں تیسرے آسمان (بہشت) میں بہتی ہیں

* اے سوم دیوتا! مجھے اس جہاں میں غیر فانی بنا جہاں راجا سوت کے بیٹا رہتا ہے جہاں وہ مقدس آسمانی پوشیدہ ہے اور جہاں تروتازہ پانی ہے۔

* بہشت کی بلند چوٹی پر وہ کھڑا ہوتا ہے وہ دیوتاؤں کے مقام کو پہنچتا ہے جو سخاوت کرتا ہے پانی اور گھی کی نہریں اس کیلئے بہتی ہیں۔

وہاں آب حیات کا ایک ابدی چشمہ ہے جو کبھی نہیں سوکھتا۔

*یقیناً آدمی وہاں جو چاہیے گا حاصل کرے گا بیویاں اپنے شوہر سے چپکی رہیں گی اور ان کی آغوش میں لیٹی رہیں گی دونوں محبت کی فرحت حاصل کریں گے۔

*جہاں وہ سات کرنیں چمکتی ہیں وہیں میرے خاوند کا بسیرا ہے۔[25]

وید ہمیں سورگ میں شہد، دودھ مکھن اور شراب کی نہروں کا بتاتا ہے اس کے علاوہ ویدک سورگ میں خوبصورت عورتوں کے متعلق بھی بتایا گیا ہے۔ ہندی اصطلاح میں "اپسرا" اس نسل کو کہا گیا ہے جس سے مرد حضرات اپنی خواہشات پوری کریں گے۔

آر۔کے، نارائن اس کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں

"ہزاروں اپسرائیں اس کے لئے جو جنگ میں مارا گیا وہ دوڑ کر یہ کہتی ہوئی آتی ہیں آپ میرے خاوند ہیں"۔[26]

"اے اگنی ہم بربادی سے دور ہی رہے، تیسری بہشت میں بلا کہ ہم دعوت وضیافت کے مزے لیں وہاں صاف ستھری پاکیزہ اور مقدس عورتیں ہوں"۔[27]

میں ان اپسراؤں کیلئے دعا کرتا ہوں جو نہایت لطف اور لذت دینے والی ہیں جو قمار بازی میں اعلیٰ لذت کے حامل ہیں ۔ایم۔بلوم فیلڈ اتھروید میں تصور جنت کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں۔

"سخاوت کرنے والے نے پہلے خوشگوار مقام حاصل کیا پھر اچھے لباس والی خوبصورت عورتیں اور نہایت تیز شراب کے جام"۔[28] اپنشد میں بھی بہشت میں کھیلنے اور لطف اٹھانے کے لئے خوبصورت عورت کا ذکر ملتا ہے۔ اس کے بارے میں شنکر بھاشیہ یوں بیان کرتے ہیں

"یہ اعلیٰ درجہ کا انسان پاک اور مقدس ہوا، بہشت میں عورتوں کے ساتھ جن کو وہ جانتا ہے اور انکے ساتھ جن کو وہ نہیں جانتا انکے ساتھ لطف اور صحبت کرنا، ہنستا، کھیلتا ہوا پھرتا ہے، اسکی خوشی اور سرور اس قدر زیادہ ہوتی ہے کہ وہ اس شخص کو جو اس کے پاس کھڑا ہو بلکہ اپنے جسم کو بھی نہیں جانتا اور جس طرح رتھ چلانے والا رتھ چلانے میں

مشغول ہوتا ہے اسی طرح یہ ان لزتوں میں مشغول ہوتا ہے۔ وہ اس جہاں بہت سی صورتیں اختیار کرتا ہے عورتوں کے ساتھ لطف اٹھاتا ہے"۔[29]

سورگ جسمانی یا روحانی :

سوامی نکھل آنند سورگ کے بارے میں یوں لکھتے ہیں۔

"ویدوں کے ہاں سورگ جسمانی ہوگی روحانی نہیں لیکن اس کے ساتھ یہاں یہ بھی معلوم ہوتا کہ وید اور اپنشد کے مطابق سورگ میں جس، اس کے ساتھ نہیں ہوگا جیسا کہ ہمیں اس دنیا میں میسر ہے جسم روگ، اعضاء کی کجی، کمزوری اور ضعف وغیرہ سے پاک ہونے سے مراد یہی ہے کہ یہاں ہمیں جو جسمانی مسائل کا اکثر سامنا ہوتا ہے وہ سورگ میں نہیں ہوگا بلکہ وہ اہمارے اچھے اعمال کا صلہ ہوگا اس لئے اس میں کسی قسم کی تکلیف، درد، کمی کجی نہیں ہوگی کیونکہ وہاں ہمارے اجسام کثیف نہیں بلکہ لطیف ہونگے"۔[30]

- **تصورِ نرگ:**

ہندو مذہب میں جہنم کے لیے نرک کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اور تمام دیگر مذہبی عقائد کے مطابق ایسی جگہ جہاں مرنے کے بعد گہنگاروں کو بھجا جائے گا۔ ہندو مت میں نرک موت کے دیوتا یَم کی رہائش گاہ بھی کہی جاتی ہے جو کائنات کے جنوب پاتال کے نیچے واقع ہے جہنم کے ناموں کی تعداد اور اس میں گناہوں کے اعتبار سے بھیجے جانے والے گہنگاروں اور درجات کی تعداد کے حوالے سے مختلف متن ہیں لیکن ان سب میں سے جس تعداد پر زیادہ اتفاق پایا جاتا اس کے مطابق نرک کے 28 درجات یا اقسام ہیں کہ موت کے بعد یَم کا ایک ہرکارہ جسے یَم دوت کہا جاتا ہے تمام ارواح کو یَم کی عدالت میں پیش کرتا ہے جہاں پہ یم لائے جانے والی تمام ارواح کے کردار زندگی اور اعمال کا جائزہ لے کے نیکی اور بدی کا حساب کرتا ہے اور پھر نیکوکاروں کو سورگ میں اور بروں کو نرک میں بھیجنے کا فیصلہ کرتا ہے۔ ایسا کہا جاتا اور یہ عقیدہ رکھا جاتا ہے کہ نرک اور سورگ میں قیام اعمال کی بنیاد پر ایک مخصوس مدتِ وقت کے لیے ہوگا جو گناہوں کی سزا یا نیکوں کر جزا پوری ہونے پر ختم ہو جائے گا اور وہ روح پھر سے اچھائی یا برائی کا کردار لیے پیدا ہو جائے گی۔[31]

مقام:

بھگوت پران کے مطابق نرک زمیں کے نیچے پاتال میں ہے جو سات زیرِ زمین اقلیموں اور گربھودت، ساگر کے بعد ہے جو کائنات کازیریں ترین حصہ ہے یہ کائنات کے جنوب میں پترلوکامیں واقع ہے جہاں مردہ اجداد اور اگلس واتا کی رہائش بھی یہیں ہے نرک کا سردار بھی اپنے چیلوں چانٹوں کے ساتھ یہیں رہتا ہے۔ دیوی بھگوت پران کے بقول نرک کائنات کے جنوبی حصہ میں زمین میں سب سے نیچے لیکن پاتال سے اوپر ہے۔ وشنو پران میں کہا گیا ہے کہ کائناتی پانیوں سے نیچے کائنات کی تہ میں واقع ہے۔ ہندو دیومالا اس بات پہ متفق ہے کہ نرک جنوب میں ہے وہ سمت جس پہ یم کی حکمرانی ہے اور اسے موت سے منسوب کیا جاتا ہے۔ پترلوک یم کا دارالخلافہ کہا جاتا ہے جہاں پہ وہ اپنے اندازسے عدالت لگاتا ہے۔[32]

دوذخ یانرک ایک انتہائی خوفناک مقام ہے جہاں برے لوگوں اور خدا کے مجرموں کو انکی بداعمالیوں کی سزا ملے گی۔ یعنی جہاں بدکاروں کو انکی بداعمالی کا صلہ ملے گا وید اور اپنشد میں برے اعمال کے انجام اور دھرم کے مخالفوں کے متعلق جو دعائیں ملتی ہیں اس میں نرک کا تصور بالکل واضح ہو جاتا ہے اس کے علاوہ کئی منتروں میں ایسے لوک (جہان) کے بارے بتایا گیا ہے جہاں بدکاروں اور دھرم کے دشمنوں کی سخت سزا دی جائیگی۔

اپنشد اور پران میں نرک (دوذخ) کا تصور:

* وہ دنیا آگ ہے سورج اسکا ایندھن ہے کرنیں دھواں ہیں دن شعلہ ہے چاند انگارے ہے تارے چنگاریاں ہیں۔

* بدکار کی روح کی جائیگی وہاں اسے یخ ٹھنڈی ہوائیں چھوائی جائیگی، ایک مقام پر اسے کانٹوں سے پھاڑ اجائیگا دوسری جگہ اسے زہریلے سانپوں سے ڈسا جائیگا اور اسے آگ میں جلایا جائے گا۔

* جہاں بدکاروں کو نچلے گڑھے، کانٹوں اور خونخوار شیروں اور زہریلے سانپوں کا عذاب دیا جائے گا۔[33]

ویدوں کے نزدیک نرک (دوذخ) کا تصور:

* ان کو خوفناک سانپوں کے حوالے کردو یا انہیں دوذخ کی گود کے سپرد کردو۔

* تم بدکار پر اپنا ہلاک کرنے والا بھالا آسمان اور زمین پر سے مارو۔

* گناہ گناہگاروں کے گرد اس طرح جوش مارے جس طرح آگ کے شعلوں میں پانی جوش مارتا ہے۔

* بدکاروں کو نہایت گہری جگہ میں غرق کرو وہاں انکو ایسی تاریکی میں ڈال دو جہاں سے وہ بالکل نہ نکل سکیں تا کہ ان میں سے کوئی واپس نہ آئے۔

* انہیں گہرائی میں غرق کرو جو ہمارے خلاف لڑتے ہیں لالچی لوگوں کو گہرائی میں غرق کرو، ایسے غرق کرو کہ آواز بھی نہ نکال سکیں۔[34]

ایم۔ بلوم فیلڈ اتھر وید میں یوں لکھتے ہیں:

"اے اندر اور سوم دیوتا! جلادو، برباد کردو، شیطان دشمن کو، انہیں (نرک) کے نچلے طبقے میں ڈال دو"۔[35]

منوشاستر کے نزدیک نرک کا تصور:

"جو شخص شودر سے دھرم کی بات کرتا ہے اور اسے اپنے فرائض بتلاتا ہے وہ اسی کے ساتھ اسمبر تھ نامی نرگ میں جاتا ہے۔ جو شخص شردھا کا کھانا کھا کر جوٹھا شودر کو دیتا ہے وہ بیوقوف اور اندھا ہو کر کال سوتر نام کے نرک کے طبقے میں جاتا ہے"۔[36]

ہندومت میں اس طرح کے متضاد عقائد و نظریات پائے جاتے ہیں۔ اس میں تصور خدا چونکہ شرک کے درجے تک پہنچ جاتا ہے اسی طرح وہ ہستی جو خالق کائنات ہے اس کی منشا انہدام کا سبب بنتی ہے جو کہ یہاں واضح نہیں ہے اور وشنو کی شکل میں تباہی و بربادی بھی بیان کیا گیا ہے۔ اس لیے ہندوازم میں اختتام کائنات اور حیات بعد الممات کے بھی مختلف نظریات ہیں۔ ان کی شائد ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس مذہب میں مذہبی لٹریچر کی بے ترتیبی الجھا دیتی ہے۔ ویدوں، اپنشدوں اور پرانز اتنی طوالت میں ہیں اور پھر ان کی تشریحات مزید گھمبیر بنا دیتی ہے۔ تناسخِ ارواح کا عقیدہ کائنات کے تجازبی اقدام کو ختم کر دیتا ہے جو کہ برہما کی ذات میں ادغام پر اختتام پذیر ہوتا ہے جو مکتی کی شکل میں پیدا ہوتا ہے۔

حوالہ جات:

[1] البیرونی، ابو ریحان ، کتاب الہند، بک ٹاک میاں چیمبرز لاہور، 2011،ص175
[2] سرسوتی،سوامی،دیانند،ستھیارتھ پرکاش،فائن پریس،لکھنو،1967،ص:234
[3] یجروید۱، ادھیائے ۱۸، منتر،32
[4] یجروید۱، ادھیائے ۱۷، منتر، 28

[5] یجروید ۱، ادھیائے ۱۸، منتر،29

[6] شریمد بھگوت گیتا،مترجم :حسن الدین احمد، پرنٹنگ پریس نئی دہلی،1975،ص38-39

[7] ایضاً،ص40
[8] منو ،منو دھرم شاستر، (مترجم: ارشد رازی)،باب 5، اشلوک 155 ،نگارشات پبلیشرز لاہور،2003،ص87
[9] کیرن آرم سٹرانگ ،خدا کی تاریخ، نگارشات پبلیشرز لاہور،ص:133
[10] ایضاً،ص :135
[11] شریمد ،بھگوت گیتا،(مترجم :حسن الدین احمد)،ص:40
[12] بھگو گیتا، ادھیائے 12،اشلوک2-1
[13] بھگو گیتا، ادھیائے 2، اشلوک30
[14] سرسوتی ، دیانند ،سوامی،ستھیارتھ پرکاش،ص231
[15] رگ وید، منڈل 10، سوکت 47، منتر5
[16] شنکر بھاشیہ (مترجم) اپنشد، کھنڈ6،منتر2 ،نگارشات پبلیشرز لاہور،1993،ص 98
[17] محمد اقبال کمال ،اسلام اور مذاہب ہند،ص:140
[18] ایضاً، ص:141
[19] بھگو گیتا، ادھیائے 12،اشلوک4
[20] راگون، زیڈ، اے ، ویدک ہند(، مترجم: مولوی احمد انصاری) ، دارلاطبع جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن ، 1923،ص144
[21] راگون، زیڈ، اے (میڈیم) ، ویدک ہند(، مترجم: مولوی احمد انصاری) ص144

[22] نہرو، جواہر لال ، تلاش ہند، تخلیقات علی پلازہ مزنگ روڈ لاہور، 2004،ص :75
[23] ایضاً،ص:76
[24] یجروید ادھیائے 8: 47-44
[25] رگ وید: 21-16-9،4
[26] آرکے نارائن،مہا بھارت،(مترجم: نعیم احسن)ص:30
[27] ایضاً،ص:31
[28] **ایم ۔ بلوم فیلڈا،تھر وید،کانڈ2، سوکت، 2، منتر3، نگارشات پبلیشرز لاہور، س/ن،ص:122**
[29] شنکر بھاشیہ ، اپنشد، (اردو مترجم) ،ص :230
[30] نکھل آنند، سوامی ،، اپنشد، نگارشات پبلیشرز لاہور ، س/ن،ص:231
[31] راگوزن، زیڈ، اے ، ویدک ہند(، مترجم: مولوی احمد انصاری) ص146
[32] http://www.embraceislam-gainpeace.com/index.php/**2014**-10-20-15-22-54pm
[33] شنکر اچاریہ،اپنشد،ص:67
[34] رگ وید: 21-16-7؛11
[35] ایم ۔ بلوم فیلڈ،اتھر وید،کانڈ2، سوکت،1، منتر3، ص:229
[36] منو، منو شاستر، مترجم: ارشد رازی ، نگارشات پبلیشرز لاہور، 2003،ص:133